Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences
Volume: 03, No: 01. January – June 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

شجرہ طریقت میاں شیرمحمدشرقپوریؒ تامجددالف ثانی ؒ چند گمنام گوشوں کااختصاصی مطالعہ

The Spiritual Lineage of Mian Sher Muhammad Sharqpuri to Mujaddid Alaf Sani: A Special Study of Some Anonymous Aspects

Dr. Anwarullah Tayyabi [1,], Muhammad Akram Qari [2]*

[1] Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara
[2] M phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara

KEYWORDS

Tasawwuf
Naqashbandi
Mujaddidi
Mian Sher Muhammad Sharaqpuri

ABSTRACT

Mian Sher Muhammad Sharqpuri is one of the great Sufis of the 20th century on the subcontinent of Pakistan and India, whose preaching efforts have benefited millions of people. Many books have been written on the biography of the sheikh, and many research dissertations at the MPhil level have also been written. Muhadditheen has called the connectivity of the chain a basic requirement to check the authenticity of the hadiths. Likewise, the Sufis place special importance on the genealogy of Tariqat. Some Sufis have specified that joining the chain of Tariqat is one of the conditions for being a Shaykh-e-Tariqat. While studying the lives of Naqshbandiyya, especially those elders who are mentioned in the spiritual genealogy of Hazrat Mian Sher Muhammad Sharqpuri, the writer explored many irregularities in the family tree of Tariqat. For a long time, some Mashaikh had gone into anonymity, or because of the similarity of their names, they were being considered other Mashaikh instead of the real Mashaikh. That mashaikh are from Hazrat Khwaja Muhammad Zaman to Hazrat Khwaja Abdul Ahad Gul-e-Wahdat (May Allah have mercy on these sheiks). The writer has arranged to enter the solar date along with the lunar date as far as possible in this paper. This research paper will lead to the opening of new avenues for researchers studying Naqshbandi Sufis.

تمہید

برصغیرپاک وہندمیں میاں شیرمحمد شرقپوری ؒ کاشماربیسویں صدی کے ان اکابرصوفیاء میں ہوتاہے جن کی تبلیغی مساعی سے فیضیاب ہونے والے افرادلاکھوں سے متجاوزہیں ۔موصوف کے حالات پر کئی کتب تصنیف کی جاچکی ہیں اور ایم فل سطح کے کئی تحقیقی مقالات بھی لکھے گئے ہیں۔جس طرح محدثین نے احادیث کی صحت کوجانچنے کے لئے اسناد کے اتصال کوبنیادی ضرورت قراردیاہے اسی طرح صوفیاء کے ہاں شجرہ طریقت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔بعض صوفیاءنے تصریح فرمائی ہے کہ سلسلہ طریقت کا متصل ہونا شیخ طریقت ہونے کی شرائط میں سے ہے۔ حضرات نقشبندیہ بالخصوص وہ بزرگان جو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے شجرہ طریقت میں مذکور ان مشائخ میں سے بعض ایسے ہیں جوطویل عرصہ سے گوشہء گمنامی میں جاچکے تھے یا ناموں کی مماثلت کی وجہ سے انہیں اصل مشائخ کی بجائے کوئی دوسرے مشائخ سمجھاجاتارہاہے۔یہ مشائخ بالخصوص حضرت خواجہ محمد زمان رحمہ اللہ سے لے کر حضرت خواجہ عبدالاحد گل وحدت رحمہم اللہ اجمعین تک ہیں۔ نقشبندی صوفیا ء کے حالات پر تحقیق کرنے والے علماء کے لئے

*Corresponding Author: Muhammad Abubakar Siddique
Email Address: safdarhusain282@gmail.com

یہ موضوع نہایت اہمیت کا حامل ہے ۔ میاں شیرمحمدشرقپوری آپ کے ابتدائی حالات پرلکھی جانے والی کتب میں سے پہلی کتاب''خزینہ معرفت''ہے ۔یہ کتاب صوفی محمدابراہیم قصوری کی تالیف ہےوہ ناخواندہ تھے اس کااعتراف انہوں خود کتاب کے مقدمہ میں کیاہے۔[1]حضرت صاحبزادہ محمدعمر بیربلوی نےاس کتاب کادیباچہ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھاکہ حضرت میاں شیرمحمدشرقپوری کے حالات جمع کرنے کے لئے صوفی محمد ابراہیم قصوری سے بڑھ کون ہو سکتاتھاکیونکہ جہاں آپ یارغارہیں وہاں صاحبِ دل اور اہل بصیرت بھی ہیں۔[2]

بمطابق ''خزینۂ معرفت ''حضرت میاں شیرمحمدشرقپوری ؒ کی ولادت1282 ھ میں ہوئی۔بعد پیدائش کے ساتویں روز آپ کا اسم گرامی شیر محمد رکھا گیا۔ بندہ(مؤلف یعنی صوفی محمدابراہیم قصوری)جب پہلی یا دوسری مرتبہ شرقپورشریف گیاتو یہ خبر عام مشہور تھی،بہت سے بوڑھے اور معمر آدمی یہ فرماتے تھے کہ حضرت میاں صاحب مادرزادولی ہیں۔سب کا نام تو نہیں یادرہا۔صرف دو آدمیوں کا نام یاد ہے۔ایک میا ں امام الدین مونگا۔اللہ تعالیٰ انہیں بخشے۔دوسرے حکیم امام الدین صاحب اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔اور بہت سے بزرگوں سے بتواتر شنید اور تصدیق ہے کہ آپ مادرزادولی ہیں۔[3]پروفیسر غلام عابدخان نے آپ ؒکی ولادت باسعادت کاذکر ان الفاظ میں کیاہے:

''20جون 1863بمطابق1282 ھ کو شرقپور شریف میں حضرت میاں عزیز الدین صاحب کے گھر میں آپ کی ولادت ہوئی۔سات روز بعد آپ کا نام نامی اسم گرامی شیر محمد رکھا گیا۔حضرت مولانا غلام رسول جو آپ کے خاندان کے بزرگ تھےنے آپ کی ولادت پر بڑی خوشی کااظہار کیا اورآپ کو گود میں لے کر پیار کیااوراپنی زبان مبارک آپ ؒ کے منہ مبارک میں ڈال دی جسے آپ ؒنے چوسا اور وہ آپ ؒکو سینہ سے لگاتے اورباربار چومتے تھے۔حضرت مولانا غلام رسول صاحب ؒ بڑے بابرکت بزرگ تھے جو حجرہ شاہ مقیم والوں کے مرید تھے اور بہت بڑے عالم باعمل صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ شرقپور شریف میں اس خاندان کے مؤسس اعلی بھی حضرت مولانا غلام رسول صاحب ؒ ہی تھے۔''[4]

حضرت میاں صاحب ؒ نے خود اپنی بیعت کا ذکر یوں فرمایاتھا کہ حضرت خواجہ امیر الدین ؒ کوٹلہ شریف والے شرقپور میں آتے تو ہماری مسجد میں تشریف لاکرمیرے جد امجد کے پاس ٹھہرتے اور چلے جاتےاورپھر آجاتے۔کچھ عرصہ کے بعد مجھے بیعت ہونے کی ترغیب دلانی شروع کی۔مگر میں نہ مانتا تھا۔ میں دل میں کہتا کہ اس عمر رسیدہ بزرگ سے بیعت نہیں کروں گا۔مگر خواجہ امیر الدین ؒ میری تاک میں رہتے۔آخر مجھ پر تصرف فرمایا۔مجھے مجبوراً بیعت کرنی پڑی اور آپ نے اس زمانہ میں ذکر قلبی اسمِ ذات تلقین فرمایا۔اسی موقع پر حضرت قبلہ میاں صاحب ؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں مراد بھی ہوں اور مرید بھی ہوں۔یعنی چاہا بھی گیا ہوں اور چاہتا بھی ہوں۔

اصل میں بات یہ ہے کہ جو روح دنیا میں انتخاب ہوا کرتی ہے اس کو لینے کے لیے حضرات سلسلہ کو سلسلے کے بزرگوں سے اشارہ ہوتا ہے کہ جاؤ فلاں شہر میں فلاں شخص کو جا کر نسبت پہنچادو۔ یہی سبب تھا کہ حضرت امیر الدین ؒ شرقپور کثرت سے آتے جاتے تھے۔مقصود ایک مرغ لاہوتی کا شکارکرناتھا کہ داخل طریقہ نقشبند کریں۔[5]

آپ کو بذریعہ کشف اللہ تعالیٰ نے بتلادیا کہ شرقپور میں ایک شیر مرد پیدا ہوگا۔ اس واسطے آپ شرقپور شریف میں سال بسال تشریف لایا کرتے۔ چار یا پانچ سال کے بعد دریا راوی طغیانی پر آیا۔اندیشہ ہوا کہ شرقپور کو دریا گھیر لے۔لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ دعافرما دیں۔ آپ نے اپنا رومال ان لوگوں کو دیااور فرمایا میرا رومال دریا کو دکھاؤ اور میری جانب سے السلام علیکم کہو۔ صبح جب آکر دیکھا تو دریا دو میل کے فاصلے پر پرے کو ہٹ گیا۔آپ فرمایاکرتے تھے

کہ خداوند کریم مجھے سوال کریگا تم دنیا سے کیا لائےتو عرض کروں گا کہ میں دنیا سے شیر محمد کو لایاہوں۔[6]آپ کاوصال 3ربیع الاول،1347ہجری **(20اگست،1928)**کوہوا۔[7]

حضرت باباامیرالدین کوٹلوی:ؒ

آپ ؒ قصبہ دھرم کوٹ(ضلع گورداسپور) کے رہنے والے تھےجو مکان شریف سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ سید امام علی شاہ ؒ صاحب مکان شریف والوں کے مرید تھے ۔عمر میں پانچ چھے سال اپنے مرشدگرامی سے بڑے تھے۔[8] آپ نے اپنے مرشد کے حکم پر ملازمت اختیار فرمائی اور تھانے دار مقرر ہوئے دورانِ ملازمت آپ نے ایک گاؤں ’’موضع ہلہ ‘‘کی بنیاد رکھی تھی۔تین سال بعد ملازمت سے مستعفی ہوکر حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب ؒ کی خدمت میں حاضرہوئے۔انہوں نے آپ کو اپنی زمین واگزار کرانے کے لیے کوٹلہ شریف بھیجا۔آپ نے کامیابی سےاس حکم کی تعمیل کی ۔ آپ کی عمر مبارک 125سال ہوئی۔ کوٹلہ شریف میں آپ کا مزارمبارک ہے۔[9]آپ نے 9ذیقعد 1331ہجری **(10اکتوبر،1913)** میں وصال فرمایا۔[10]

قاضی قائم الدین قانونگو نے ’’ ذکر مبارک ‘‘ میں حضرت سید امام علی شاہ ؒ کے پچاس خلفا ء کا ذکر ان پنجابی اشعار کی صورت میں کیا ہے جو باباامیرالدین کوٹلوی ؒ کے فرمودہ ہیں۔ان کے مقطع میں حضرت کوٹلوی ؒ نے خود اپنانام اس طرح ذکرفرمایاہے:

نوتے چالی ہوگئے معہ مسکین فقیر محمدبخش پنجاہ گن سارے وچ تحریر[11]

اس سے قبل ناشر قدرت اللہ نے ستائیس خلفاء کاذکرکیاہے نیزبیسویں اور تئیسویں نمبرپر یوں حاشیہ دیاہے:

(20)زائر الحرمین حقائق آگاہ حاجی عبداللہ فتح گڑھی رحمہ اللہ ۱ـــہ

(23)امیرالسالکین حضرت میاں امیر الدین رحمہ اللہ ۲ـــہ

۱ـــہ ۲ـــہ یہ دونوں صاحب حضرت امام علی شاہ صاحب کے مرید تھے اور آپ سے استفادہ کیا اور تکمیل سید صادق علی شاہ صاحب سے کی اور انہیں سے اجازت حاصل ہوئی۔[12]

حضرت سید صادق علی شاہ :ؒ

حضرت سید صادق علی شاہ صاحب سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کی ولادت 1250ھ میں ہوئی۔آپ نے اکثرعلوم عربیہ مثلاً فقہ،صرف،نحو،منطق،حکمت وغیرہم مولوی غلام علی صاحب ساکن موضع لدھیوالہ ضلع گوجرانوالہ سے اپنے گاؤں قریہ طیبہ مکان شریف میں ہی رہ کر تحصیل کیا اور کتب حدیث کی سند فاضلِ مقام مولانا محمد مسعود صاحب جو کہ دہلی کے مشہور معروف اساتذہ اور اعلی حضرت مغفور کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ان دنوں جب کہ فاضل ممدوح اپنے پیر بزرگوار کے آستان ہدایت نشان پر بغرض استفادہ و استفاضۃ قیام پذیر تھے،حاصل کی۔بعد از فراغ علوم عقلیہ ونقلیہ اپنے گرانمایہ اوقات کا خاص شغل اشتغال فی الحقیقت والطریقت کررکھاتھا۔اور آپ کی بے بہا جدو جہد اکتساب علوم باطنی کے حصول و اخذ فیضان کے درپے تھی۔ حتی کہ قلیل مدت میں ہی سبع الطائف کیا بلکہ جملہ مراتب سلوک طے کرکے مجاز طریق ہوئے۔آپ اپنے والدبزرگوار قطب الاقطاب خواجہ حضرت سیدنا امام علی شاہ صاحب قدس اللہ اسرارھم کے ارتحال قلق استعمال کے بعد 1282ھ میں جانشین ہوئے۔ آپ نےپینتیس سال مسند ارشادپر فائزرہ کر 21رجب 1317ہجری**(25نومبر،1899)** کوبعارضہ بخار داعیٔ اجل کولبیک کہا۔[13]

حضرت سید امام علی شاہ :ؒ

سید امام علی شاہ صاحب 1212ھ میں رونق بخشی جہاں ہوئے ۔آپ نے حسب معمول تعلیم شروع کی ہوئی تھی۔پہلے درسی کتابیں مولوی فقیراللہ صاحب دھرم کوٹی سے اور کتب طب حافظ محمد رضا صاحب سےپڑھیں اور کچھ کتابیں مولوی نور محمد صاحب چشتی سے مطالعہ کیں۔جودت طبع اورذہن

کی رسائی ابتدا ہی سے انتہا درجہ کی تھی۔جو ہم سبقوں کے لیے باعث رشک اور استادوں کے لیے باعث مسرت و مزید عنایت تھی۔اشعار کا بھی ابتداء میں شوق تھااور خود بھی فی البدیہہ شعر فرمایا کرتے تھے۔آپ کے والد ماجد کاآپ کے بچپن میں ہی انتقال ہوگیا۔ان ایام میں حضرت حاجی سید حسین علی شاہ صاحب(بھورے والے) مکان شریف میں تھے۔ یہ حضرت امام علی شاہ ؒ کے رشتہ میں داداتھے۔ایک دن آپ کتاب بغل میں دبائے دھرم کوٹ جارہے تھے کہ حضرت شاہ حسین کی نظر عنایت پڑگئی۔وفور مہربانی سے فرمایا۔صاحبزادے کون سی کتاب پڑھتے ہو؟آپ نے کتاب کانام عرض کیا ۔حضرت شاہ صاحب ؒ نے فرمایا کہ مثنوی مولانا روم صحت عقائد اور صفائی روح کے لیے برگزیدہ کتاب ہے۔ اس ارشاد نے دل پر گہرا اثر کیا۔حضرت شاہ صاحب نے چند ابیات مثنوی پڑھےاور اس کے معنوں کی تقریر بہ طرزعارفانہ و عاشقانہ ایسی کی کہ سید امام علی شاہ ؒ تڑپ اٹھے۔اور دل میں کچھ ایسی کشش پیداہوئی کہ جی بے اختیار ہوگیا۔ پھر تو ایساہوگیا کہ حضرت اقدس ہر روز حضرت شاہ صاحب ؒ کے حضور میں حاضر ہوتے اورمثنوی سناتے اور معنی مثنوی سے فیض یاب ہوتے۔ کچھ عرصہ اس طرح گزرا۔

آخر کشش صادق اور محبت تامہ پیداہوگئی اور آپ نے شاہ صاحب سے بیعت کرکے خدمت گزاری پیر روشن ضمیرکمر ہمت باندھ لی۔ شب وروزحاضرحضوررہتے اورمجاہدات وریاضاتِ شاقہ میں مصروف رہنے لگے۔بالآخرحضرت شاہ حسین ؒنے آپ کوخلافت واجازت سے نوازالیکن آپ مرشد کے وصال تک ان کے ساتھ ہی رہے۔پھرجب آپ نے مسندارشاد کو رونق بخشی توچہارسوآپ کے علم وفضل ،ورع وتقویٰ اور زوداثر توجہ کایوں چرچاہواکہ خلق خداہر طرف سے امڈ آئی۔[14]جمعرات کا دن تھا۔13شوال 1282ہجری بمطابق 1مارچ1866ء آفتاب پورا غروب نہ ہوا تھا کہ یہ آفتاب رشد وہدایت غروب ہوگیا۔[15]

حضرت سیدشاہ حسین بھورے والے ؒ:

آپ کی ولادت ضلع گورداسپورموضع رتڑچھتڑ(مکان شریف)میں12ذیقعد1180ہجری(11اپریل،1767)کو ہوئی۔ تقریباً 9سال کی عمر ہوگی کہ والد کاسایہ اٹھ گیا۔گویایتیمی آپ کوورثہ میں ملی تھی۔آپ نے اپنی طبعی ذہانت اور محنت شاقہ کی بدولت کم وقت میں دینی علوم میں کمال حاصل کرلیا۔ ہمیں آپ کی زندگی سے سبق لینا چاہئے کہ کس قدر مراحل طے کرنے کے بعد آپ منزل مقصود کو پہنچےہیں۔یعنی1180 ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔1199ء میں آپ نے پشاور کا سفر فرمایا۔انیس (19)سال گھر میں تعلیم حاصل کی۔1199ھ سے1203 ھ تک عرصہ چار سال زمانہ تعلیم پشاور سے۔1203ھ سے لے کر1209 ھ تک تلاشِ شیخ کامل میں گزارے۔1209ھ سے 1214ھ تک آپ اپنے شیخ(حضرت حاجی قاضی احمد) کی خدمت میں رہے۔1214ھ سے لے کر1219 ھ تک حج اور حاضری دربار رسولﷺگویا تقریباً 23سال کی عمر تک آپ علوم ظاہری سے فیض یاب ہوئے اور سترہ (17)سال تک آپ نے تکمیل روحانیت میں صرف فرمائے اور40 سال کی عمر میں آپ صاحب ارشاد ہوئے۔[16]7صفر1244ہجری(19اگست،1828)میں آپ نے وصال فرمایا۔[17]

حضرت حاجی قاضی احمد ؒ

آپ کی ولادت 1117ھ،1705ء میں ٹلٹی کےمقام پر ہوئی۔اس زمانہ میں یار محمد کلھوڑا کادورحکومت تھا۔ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد سے حاصل کی جو غالباً اس وقت سہون میں تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے ۔اسلامیات اور علوم دینیہ کی اعلی تعلیم آپ نے اس وقت کے مشہور محقق عالم اور عارف حضرت مخدوم عبد الواحد سیوستانی سے حاصل کی اور انہی سے اس کی

تکمیل کی ۔فارغ ہونے کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کردیا اور علوم دینیہ سے بندگان خدا کے قلوب کو منور فرمانے لگے۔
اس کی وجہ معلوم نہیں ہوسکی کہ آپ نے اپنے آبائی مقام ٹلٹی اور سہون کو کیوں چھوڑا،ہوسکتا ہے کہ کسی نئی جگہ کی قضا کا منصب آپ کو سونپا گیا ہے اور اس کی وجہ سے آپ کو ترک سکونت کرنی پڑی ہو بہرحال آپ اپنے آبائی مقام سے ہجرت فرما کر''مورو'' کے ایک علاقہ''دیھ دم''میں آکر آباد ہوگئے جو قاضی احمد سے دس میل دور شمال مشرق میں واقع ہے اور یہاں تقریباً پچاس سال آپ نے قیام فرمایایہاں آپ کی مسجد''میاں صاحب کی مسجد''کے نام سے آج بھی معروف و مشہور ہے۔اسی شہر کی نسبت کی وجہ سے آپ کو ''قاضی احمد دمائی''بھی کہا جاتا ہے۔
'' دیھ دم ''میں آپ کافی عرصہ رہے لیکن زندگی کے آخری ایام میں آپ''دیھ دم''کو چھوڑ کر موجودہ''قاضی احمد''کے شہر میں منتقل ہوگئے اور آخر تک یہیں سکونت پذیر رہے۔یہ مقام اس وقت''میل''کے نام سے پہچاناجاتاتھا،اورآپ نے اپنی بعض تحریروں میں خود اس کو''موضع میل''کے نام سے یاد فرمایاہے۔
جس زمانہ میں آپ''دیھ دم''میں مقیم تھے آپ نے حج کا ارادہ فرمایا،جب آپ روانہ ہوئے تو راستہ میں آپ لواری شریف میں حضرت خواجہ محمد زمان ؒ کی خدمت میں حاضرہوئے اورعرض کیا کہ حضور حج کا ارادہ ہےحج کرکے جب واپس آؤں گا تو آپ سے بیعت ہوں گا،آپ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ بھی نیک ہےاور مرید ہونے کا ارادہ بھی نیک ہے۔لیکن انسان وہاں اس طرح تو جائے کہ پہچاناجائے۔اس بات نے آپ کے دل میں بڑا گہرا اثر کیا اور آپ وہیں رہ گئےاور طالب رشدوہدایت ہوئے۔ حضرت خواجہ مخدوم محمد زماں ؒنے آپ کو بیعت فرمایااور باطنی دولت سے مالا مال فرما کے تیسرے دن ارشاد فرمایا : ''اب تم جانے کے قابل ہوگئے ہو۔''اور ان کو حج کے لیے اجازت عطا فرمادی۔[18]
آپ نے 1223ھ، 1808ءمیں وفات پائی اور موضع میل جو کہ آپ ہی کے نام سے معروف و مشہور ہے یعنی ''قاضی احمد''میں ہی مدفون ہوئے۔آج بھی آپ کا مزار''قاضی احمد''میں مرجع خلائق ہے اور پریشان حالوں کے لیے سکون۔[19]

حضرت خواجہ محمد زمان ؒ (لواری والے):

آپ کی ولادت21 رمضان المبارک1125 ہجری (11اکتوبر،1713)میں ہوئی۔بچپن میں ہی اپنے والد بزرگوار سے قرآن پاک ختم کیا۔ اس کے بعد تحصیل علم کے لیے شہر ٹھٹہ تشریف لے گئے۔و ہاں مولوی صادق عفی عنہ کے مدرسے میں عربی پڑھنے میں مشغول ہوگئے۔ ایک مدت تک بڑی محنت سےحصول علم میں کوشاں رہے۔راتیں بھی مطالعہ میں صرف ہوتی تھیں۔اپنی طبعی ذہانت اورتیز فہمی کی بدولت سب ہم سبقوں پر سبقت لے گئے۔ابھی بحث تلویح(نصاب)کاکچھ حصہ باقی تھا کہ آپ طریقت میں دلچسپی لینے لگے۔جب آپ مدرسہ تشریف لے جاتےتھے تو آپ کا گزر ایسی جگہ سے ہوتا تھا جہاں حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی خانقاہ واقع تھی اور جہاں حضرت خواجہ مریدین کا حلقہ صحبت ہوتا تھا۔جب حضرت خواجہ محمد قدس سرہ نے حضرت ایشاں(خواجہ محمد زمان)کو دیکھا تو نور فراست سے پہچان گئے۔خود بلا کر اپنے سامنے بٹھایاآپ پر شفقت کی نظر فرمائی اس کے بعد جب بھی حضرت خواجہ حضرت ایشاں قدس سرہ کو دیکھتے تو اپنے پاس بلالیتے اور ذکر حق کی ترغیب دلاتے۔چوں کہ تحصیل علم کا شوق حضرت ایشاں قدس سرہ پر غالب تھا اس لیے ا ٓپ عذر پیش کردیا کرتے تھے۔لیکن کچھ عرصہ بعد ہی طلب حق کا ذوق پوری قوت سے آپ کے دل میں ابھرا۔ حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت ہونے کی درخواست کی۔آپ ؒ

نے کمال شفقت کے ساتھ آپ کے قلب پر توجہ ڈالی۔اسی وقت ذاتی جذبہ کی بدولت حضرت ایشاں پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔تمام مشاغل اور تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔[20]

''تحفۃ الکرام ''جو خواجہ محمد زمان ؒ کے زمانے کی تاریخی دستاویز ہے ،اس میں آپ کا ذکر اس طرح ہے:

''یہ مشہور مرشد میاں ابوالقاسم نقشبندی اور میاں محمد نقشبندی ٹھٹوی کے مرید تھے۔بڑے باہدایت،سلسلہ نقشبندی کے مریدوں کے مرجع اورصاحب کرامت بزرگ تھے۔بدین کے قریب موضع لواری میں سکونت پذیر رہے اور ایک دنیا کو(اپنے) دریائے فیض سے سیراب کرتے رہے۔لاتعداد لوگوں کا اعتقاد ہے کہ یہ اپنے عہدمیں بے نظیر تھے۔(بظاہر)آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ ہونےکے باوجود ان کا لنگر جاری رہتاہے۔

تعجب ہے کہ ایک گروہ حقیقت کو سمجھے بغیر صرف ظاہر کو دیکھ کر ان پر طعنہ زنی کیا کرتا ہے،انہی ایام میں قضائے الٰہی کو جاپہنچے ہیں یعنی سنہ1188کے آخرمیں رحلت پائی ہے۔''[21]

حضرت خواجہ شیخ محمدٹھٹھوی ؒ :

صوفی محمد ابراہیم قصوری مؤلف خزینۂ معرفت نے شیخ محمدٹھٹھوی کے حوالے سے لکھاہے:

'' حضرت شیخ محمد قدس سرّہ ،آپ آسمان شریعت وطریقے اور حقیقت کےروشن ستارے تھے۔آپ ؒ خواجہ محمد حنیف کابلی ؒ کے اکابر اور مشہور خلفاء میں سے تھے۔آپ کی کرامتیں بہت مشہور ہیں۔''[22]حالانکہ یہ کسی طور درست معلوم نہیں ہوتا۔

آپ حضرت شیخ آدم ٹھٹھوی ؒ کے پوتے ہیں۔شیخ آدم ٹھٹھوی ؒ حضرت خواجہ معصوم ؒ کے مریدوخلیفہ تھے۔آپ نے ہی سندھ میں نقشبندیہ سلسلے کی داغ بیل ڈالی۔آپ ؒ نے اپنے خلیفہ شیخ ابوالقاسم ؒ کویہ ذمہ داری سونپی تھی کہ شیخ محمد ٹھٹھوی کی تربیت کرنا۔چنانچہ حضرت شیخ ابوالقاسم ؒ نےاپنے شیخ اور مخدوم حضرت آدم کے حکم کے بموجب اور مخدوم زادے کی حیثیت سے آپ کی روحانی اور ظاہری تربیت بڑی محنت،شفقت اور محبت سے کی،حتی کہ حضرت ابوالقاسم ؒ آپ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبوب اور عزیز رکھتے تھے۔

یہی محبت تھی کہ جس کی بنا پر حضرت ابوالقاسم ؒ نے آپ کو اپنا داماد بنایااور اپنی وہ عارفہ کاملہ بیٹی جس کی تربیت انہوں نے اسی تصوف کے رنگ میں کی تھی اور جس کو عورتوں کی رشدوہدایت کا کام سپرد کیا تھا،ایسی عابدہ اور زاہدہ بیٹی کو آپ کے نکاح میں دیا۔اس کے علاوہ شیخ ابو القاسم ؒ کے دل میں آپ کی کتنی محبت اور ان کی نظر میں آپ کی کتنی وقعت اور منزلت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس وقت شیخ محمد شہر میں موجود نہیں تھے۔حضرت ابو القاسم ؒ نے آپ کو کئی بار یاد فرمایا،ہربارحاضرین نےآپ کے صاحبزادے شیخ ابراہیم کو آگے بڑھادیا اور کہا کہ وہ تو موجود نہیں ہیں ہاں آپ کے صاحبزادے موجود ہیں،لیکن ہر بار آپ یہ سن کر خاموش ہوگئے۔مگرجب تیسری بار آپ نے شیخ محمد کو یاد فرمایا اور اس کے جواب میں لوگوں نے آپ کے صاحبزادے شیخ ابراہیم کا نام لیا تو آپ کو غصہ آگیا اور آپ نے فرمایاکہ خدا کی مخلوق کو ضائع کرنا نہیں ہے۔میں شیخ ابراہیم کو اجازت نہیں دے سکتاکیوں کہ انہیں مخلوق خداکوسنبھالنے کی استعداد اور ہمت نہیں ہے۔پھر فرمایا کہ اچھا جب بھی شیخ محمد آئیں تو ان سے کہہ دینا کہ ہمارے مزار پر ضرور آئیں۔

چنانچہ جب شیخ محمد حضرت ابو القاسم کے وصال کے بعد گھر تشریف لائے تو ان کے مزار مبارک پر مکلی میں حاضر ہوئے اور حضرت کی روحانیت سے فیض حاصل کیا اور ولایت کے درجات رفیعہ پر فائز ہوئے۔

نسل امام ربانی مجد الف ثانی کے ایک آفتاب و ماہتاب حضرت شاہ محمد زکی اللہ صاحب ؒ جب زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے جارہے تھے تو آپ کا راستہ میں ٹھٹہ سے گزر ہواجب آپ اس شہر میں پہنچے تو ایک مخلوق آپ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئی۔انہی بے شمار لوگوں میں حضرت خواجہ شیخ محمد ؒ بھی تھے۔شاہ محمد زکی اللہ ؒ نے آپ کا نام لے کردریافت فرمایا کہ ان لوگوں میں ''ابوالمساکین '' کون ہے؟لوگوں نے آپ کو آگے بڑھایااور آپ کا اس طرح تعارف کرانے لگےکے یہ شیخ ابراہیم(ابن شیخ ابوالقاسم)کے برادرنسبتی ہیں ۔اس پر حضرت شاہ زکی اللہ نے فرمایا کہ یہ کسی کے بھائی نہیں(یعنی آپ کا بڑا اعلی مرتبہ ہے)ان کے تعارف اور شناخت کی کوئی ضرورت نہیں ہم انہیں خوب جانتے ہیں۔حالانکہ اس سے قبل نہ آپ کو دیکھا تھا اور نہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔[23]

بہرحال آپ کو اپنے پاس بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور بہت دیر تک آپ سے بڑی محبت و شفقت سے باتیں فرماتے رہے،پھر جتنے دن آپ کا یہاں قیام رہا اتنے عرصہ آپ کو اپنے خصوصی فیوض و برکات سے بہرہ ورکرتےرہے،جب حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہونے لگے تو ان سے فرمایا :

مارا باشماکارہاسست ہنگام مراجعت شمارا باخودبہ سرہند خواہیم بر[24]

(یعنی ہمیں تم سے بہت سے کام لینے ہیں۔جب حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر واپسی میں یہاں سے گزر ہوگا تو خود اپنے ہمراہ تمہیں سرہند لے کر جاؤں گا تیار رہنا۔)

لیکن سوئے اتفاق کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد بجائے اس راستہ کے آپ نے سورت کاراستہ اختیار فرمایااور مقام سورت پہنچ کر وہاں سے ایک مکتوب ان کو ارسال فرمایا کہ میں اس راستہ سے سرہند جارہا ہوں ،میرا وہاں آنا نہیں ہوگا،لہذا تم میرا انتظار کیے بغیر خود سرہند پہنچ جانا۔

شیخ محمد ؒ کو حضرت شاہ زکی اللہ ؒ کی نسبتوں اور عمدہ باتوں کا مزہ ہی پڑگیا تھا،اس مکتوب کے پہنچتے ہی فوراً سرہند شریف کی طرف روانہ ہوگئے اور حضرت شاہ زکی اللہ ؒ کے پہنچنے سے قبل ہی وہاں پہنچ کر ان کے صاحبزادے کی خدمت میں مصرف ہوگئے۔

جب شاہ زکی اللہ ؒ سرہند شریف پہنچے اور ان کو اس خدمت میں مصروف دیکھا تو آپ کی طبیعت بے حدمسرور ہوئی اور ان کا یہ اخلاص اور محنت حضرت کی مزید خصوصی توجہ کا باعث بن گیااور حضرت نے اپنے خصوصی توجہات کے ذریعہ ان کی تربیت فرما کر ان کی تکیمل فرمائی اور مقام قرب تک پہنچادیااور اجازت و خلافت سے سرفراز فرماکر اپنے وطن(سندھ)واپس جانے اور وہاں رشدوہدایت کی نہریں جاری کرنے کاحکم دے کر رخصت فرمادیا۔[25]

دوسال آپ نے حرمین شریفین میں قیام فرمایااوراس کے بعد اپنے وطن مالوف یعنی ٹھٹہ کی طرف مراجعت فرماہوئے اور یہاں تشریف لاکر اپنے مراجعت فرماہونے کی غرض و غایت یہ بیان فرمائی کہ :

''من محض از برائے تربیت نمودندوتعلیم تعوبازآمدہ ام دالانہ''[26]

یعنی میں یہاں ٹھٹہ صرف مخدوم محمد زمان کی تربیت اور اس کی تعلیم کے لیے اور اس کو وہ احوال و مقامات سمجھانے کے لیے آیا ہوں جو اس نے مجھے لکھے تھے،آپ اپنے اہل و عیال کو وہیں چھوڑ کر یہاں تشریف لائے تھے۔

حضرت نے اپنے شہر پہنچ کر صرف پندرہ بیس روز فرمایا اس عرصہ میں اپنے دوست اور احباب،مخلصین اور مریدین، واقف کار اور رشتہ داروں سے ملاقات فرمائی۔اپنے آباؤ اجدادکےمزارات کی حاضری دی اور پھر دوبارہ اپنی والدہ شریفہ اور سب اہل قبیلہ کو لے کر بلد امین یعنی مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

چند سال مکہ معظمہ میں قیام فرمانے کے بعد ایک روز آپ نے پھر وطن مالوف(ٹھٹہ)آنے کا ارادہ فرمایا اور حضرت مخدوم محمد زمان کو ایک مکتوب ارسال فرمایاکہ فلاں مہینہ میں ہماری خانقاہ میں حاضر ہوجانا ہم پہنچ رہے ہیں،لیکن اچانک جب کہ آپ روانگی کا ارادہ کررہے تھے آپ کو خیال آیا کہ عمر ساری بسر ہوچکی ہےاب آخر وقت قریب ہے اگر راستہ میں موت آگئی تو نہ یہاں کی متبرک سرزمین نصیب ہوگی اور نہ اپنے آباؤاجداد کی زمین میں جگہ ملے گی۔لہذا یہ خیال آتے ہی آپ نے وطن واپس جانے کا ارادہ ترک کردیا۔
عرفہ کے مبارک دن عرفات کے میدان میں آپ مرض اسہال و ہیضہ میں اپنے مالک حقیقی سے واصل ہوگئے۔آپ کا سن وفات 1149ھ (10اپریل،1737)ہے۔آپ کو مکہ شریف کے عظیم کے عظیم اور متبرک قبرستان یعنی جنت المعلی میں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حجرہ اور آستانہ کے دروازے سے متصل دائیں طرف دفن کردیاگیاکہتے ہیں کہ ام المؤنین کے آستانہ مبارک اور آپ کی قبر انور کے درمیان بالشت کا بھی فاصلہ نہیں ہے۔[27]

حضرت خواجہ شیخ محمد زکی ؒ:

آپ ؒ کے حالات میں صوفی محمدامین شرقپوری یوں رقمطرازہیں:
’’حضرت شاہ صاحب کلانوری ؒ کے ارشاد کے موجب آپ عرب شریف کی ایک بستی اُتقی نامی کے رہنے والے تھےاور اس علاقے کے مشہورومعروف شیخ حضرت علی بن علم ؒ کی اولاد میں سے تھے،حضرت شیخ نے صاحبزدگان عظام سے سرہند شریف میں حاضر ہو کر اخذ طریقہ کیا تھا،خواجہ محمد حنیف ؒ سے بھی فیض یاب ہوئے تھے،عرب شریف میں سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت حضرت شیخ ہی نے فرمائی تھی،اتباع سنت اور عشق جناب رسالت مآبﷺمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمونہ تھے۔حضرت شیخ کے خلفاء کی تعداد بھی بہت کثیر ہے۔سندھ کے حضرت ابوالمساکین شیخ محمد ٹھٹوی ؒ سے خلعت خلافت حاصل کی تھی۔‘‘[28]مؤلف خزینۂ معرفت لکھتے ہیں:
’’حضرت خواجہ شیخ محمد زکی ؒ کو نسبت سلوک حضرت شیخ محمد قدس سرّہ سے ہے۔آپ وجود مطلق کے مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ ؒ طلبگاران حق و سلوک کے ہادی اور مرجع،مقربان بارگاہِ الٰہی کے امام و پیشواانتہائے کمالات کے مدارج فوراً طے کرانے والے صاحب تصرف تھے۔ سالکان سلوک کو منزل مقصود تک پہنچانے اورناقصوں کو کامل بنانے میں بڑاپایہ رکھتے تھے۔حضرت شاہ صاحب کلا نوری ؒ کے ارشاد کے مطابق آپ کی جائے سکونت ملک عرب کی ایک اتقے نامی بستی (تھی)ہے۔ آپ حضرت علی بن علم ؒ کی(جو کہ اس علاقہ کے مشہور معروف شیخ المشائخ تھے)اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی صحبت بلحاظ فیوض و برکات اورتصفیہ قلوب کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت کے قائم مقام تھے۔ چنانچہ محض آپ کی برکت صحبت و خدمت سے بلا محنت و مجاہدہ،سینکڑوں بلکہ ہزاروں خوش قسمت دوری و نقص کی قعرو پستی سے نکل کر خوبی و کمال کی چوٹیوں پر پہنچ گئے۔طریقہ مجددیہ کی نشرواشاعت آپ ہی کے طفیل ملک عرب میں ہوئی۔منجملہ آپ کے خلفائے راشدین میں اس وقت کے قطب حضرت محمد زمان سندھی ؒ تھےجن کو باالہام الٰہی آپ نے عرب شریف سے سندھ میں تشریف لے جاکردوہفتہ کی قلیل مدت میں منازل سلوک طے کراکے واپس عرب شریف میں رونق افروز ہوئے۔‘‘[29]

شیخ محمدزکی بیٹے ہیں شیخ محمدابوحنیف کے اوروہ بیٹے ہیں شیخ عبدالاحد کے اور وہ بیٹے ہیں خواجہ محمد سعید کے اور وہ بیٹے ہیں حضرت شیخ مجددالف ثانی کے رضی اللہ عنہم۔جیسا کہ صاحبِ انساب الانجاب نے تصریح کی ہے:

حضرت شیخ عبد الاحد دلیل اللہ الصمد المعروف بہ شاہ گل متخلص بوحدت پسر پنجم خازن الرحمۃ اندکسب جمیع کمالات از والد بزرگوار خود کروند بعد رحلت ایشان بموجب ارشاد حضرت عروۃ الوثقیٰ عم خود باز ازسرِ نو بتکرار کسب ہمہ مقامات درپنجاہ توجہ از حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ باتمام رسانید ندرر تولد1050ھ شد ندوبتاریخ بست و ہفتم ذی حجہ روز جمعہ 1127ھبعمر ہفتادوہفت وفات یافتند وچہار پسر وسہ گذاشتند شیخ محمد ابو حنیف شیخ محمد جواد شیخ محمد نقی شیخ محمد ابو حنیف کسب نسبت از پدر بزرگوار خود کرد ندودوپسر ویک دختر داشتند محمد زکی محمد میر مجذوب لاعقب لہ،شیخ محمد زکی رایک پسر بود شیخ محمدی عرف شاہ بھیک ایشا نراازبطن یک زوجہ یک پسر شاہ پیر نام وسہ دختر وازبطن زوجہ دیگر نیز سہ دختر بوندو۔[30]
بالکل اسی طرح عمدۃ المقامات میں ہے:
فرزند گرامی ایشان کہ درجہ کمال رسیدہ اندچہاراند منہم حضرت شیخ ابو حنیفہ قدس سرہ بعد از رحلت والد ماجد خود پنچ یا شش سال زینت وہ خانقاہ عالم پناہ بودہ اندغرہ شھف صفراوائل سال ہزار ویک صدی ودوبہ مرض اسہال رحلت فرماشدندوفرزند ارجمند گذاشتندیکی ازان دوعارف اولی شیخ محمد زکی قدس سرہ خدمت ایشان دومراتب بطواف بیت اللہ وزیارت روضہ مبارکہ رسولﷺشرف اندوزاندوصاحب جذب قوی بودہ اندودران اسفاربہربلا دوبقاع کہ تشریف بردہ اند جماعہ کابر صلحائی وفضلائی قدوم میمنت لزوم ایشان رامنتنم شمرہ ازبرکات ایشان حظ وافر وبرخ کامل حاصل نمودہ اند فرزنددویم حضرت وحدت عارف متقی شیخ حضرت محمد تقی اندکہ بفضایل صوری و معارف معنوی متصف بودہاند۔[31]
شیخ عبدالاحد کی کتاب ”لطائف المدینہ“میں جس کی تحقیق وتعلیق محمداقبال مجددی نے فرمائی شجرہ نسب کا نقشہ یوں ہے:

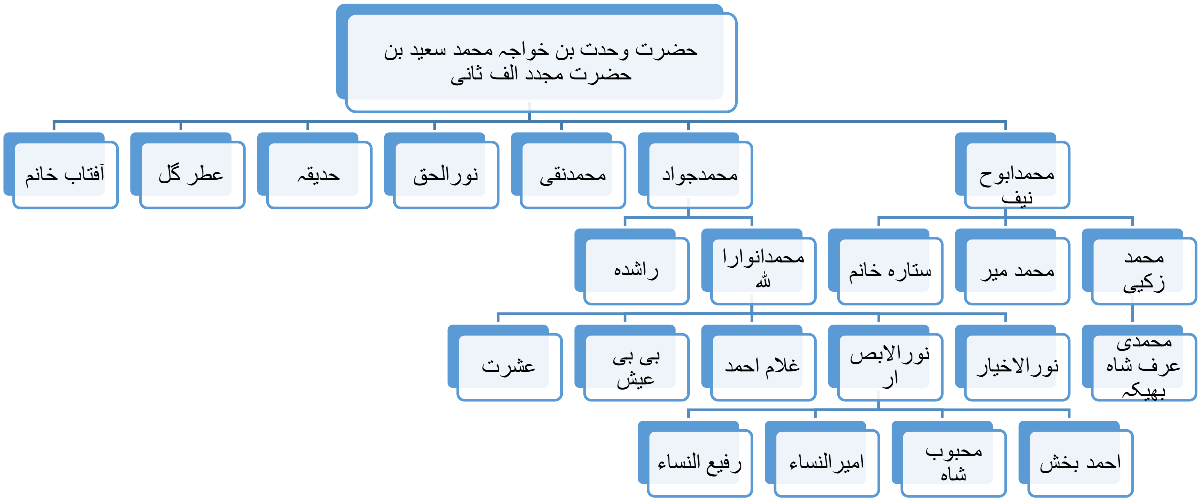

32

حضرت خواجہ محمد زکی کے نام کے ساتھ مطہری کا اضافہ کیسے ہوا؟کافی تلاش کے بعد یہ عقدہ کھلا کہ مولوی احمدعلی صاحب مرید خاص حضرت امام علی شاہ صاحب نے جو شجرہ منظوم کیااس میں انہوں نے زکی کے معانی کا اعتبارکرتے ہوئے آپ کا نام محمد مطہری لکھاہےیوں لگتاہے اس کے بعد شیخ محمد زکی کے نام کے ساتھ مطہری کااضافہ کیاجانے لگا۔

یعنی آن شمع ہدا پرنور درسرہند شد	خواجہ احمد مجدد الف ثانی لقب آن

خواجہ معصوم روشن گشت ازمردش	خواجہ عبدالاحد از اب و عم شددرس خوان
مظہر تحقیق او خواجہ محمدشد حنیف	برسہ مقصود زد شیخ محمد رازدان
پیروصادق طریقتش شدمحمد مطہری	کہ موید ش قطب حق خواجہ محمد شد زمان
بسر سہ دریافت اورحاجی احمد متقی	خلف کامل اوست جائے شاہ حسین از مقبلان[33]

حضرت خواجہ محمد حنیف ؒ کابلی

درج ذیل عبارت خزینۂ معرفت کی ہے۔یوں لگتاہے کہ مؤلف کو بزرگان مکان شریف سے پہلے کے مشائخ کے حالات دستیاب نہیں ہوسکے تھے۔صوفی محمد ابراہیم قصوری تحریر فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ محمد حنیف ؒ جو نسبت سلوک اور فیض صحبت حضرت خواجہ سعید ؒ سے ہے۔آپ ؒ ان کے خلفا ئے اکابر میں سے ہیں۔آپ کاجائے ولادت اور تاریخ معلوم نہیں ہوسکی۔آپ ؒ ملک افغانستان میں کابل کے قریب ایک گاؤں بامیان نامی میں تلقین اور تبلیغ میں مصروف رہے اور آپ کا مزار مبارک بھی اس جگہ ہے۔کابل کی ولایت میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ پہچانے والے آپ ہی ہیں۔آپ ؒ کی کرامات اور خرق عادات باتیں اس ولایت میں بہت مشہور ہیں جو تواتر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہیں۔[34]

محمدامین شرقپوری مؤلف” اولیائے نقشبند“ نے بھی درج بالا عبارت سے ملتی جلتی بات نقل کی ہے،وہ لکھتے ہیں:

خواجہ محمد حنیف کابلی حضرت قیوم ثانی ؒکے خلیفہ خاص تھے۔حضرت کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ شاہ گل(عبدالاحد)کے ہاتھ پر بیعت فرمائی تھی۔حضرت خواجہ قیوم ثانیؒ کی قیومیت کا چوتھا سال تھا کہ یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر خدّام میں شامل ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خلعت خلافت حاصل کی۔حضرت ممدوح نے انہیں مخلوق کی ہدایت کے لیے کابل بھیج دیاجہاں آپ بامیاں نامی ایک گاؤں میں مقیم ہوئےاوردین حقاّ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوگئے،کابل کی پتھریلی زمین میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا فیضان حضرت ہی کے دم سے پہنچا ہے،جہاں ہزار لوگ ان کے مرید ہوئے،جن میں بیشتر صاحب حال بھی تھےاور جن کے توسل سے اس نورانی سلسلہ کے چشمے کابل،قندھاراورسندھ میں جاری ہوئے،کابل کی وہ زمین جہاں جہاں حضرے کے قدم مبارک پڑے ہیں اور جس جگہ کو حضرت کی اقامت کا فخرحاصل ہواہے،کہتے ہیں وہاں ان کے فیضان کی تاثیر اب تک پائی جاتی ہےاور ان کی کرامتوں کا شہرہ ہے۔حضرت کا مدفن پاک بھی کابل کے موضع بامیان میں ہے۔[35]

روضۃالقیومیہ میں خواجہ محمد حنیف کابلی کا ذکر بالکل مختلف ہے۔خواجہ کمال الدین تحریر فرماتے ہیں:

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی رحمتہ اللہ علیہ جو کابل کے اکابر سے تھے۔حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔آپ کے مرید ہونے کاباعث یہ تھا کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے امت شہر سرہند میں جمع ہوئے اور ان کے بیچ میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہیں اور تمام صف باندھے ان کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب ملا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ،حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندہ یں جو قیوم وقت ہیں۔انہیں حق تعالی نے اپنے والد بزرگوارکی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان کے آشنا تھے۔صبح یہ خواب ان سے بیان کیا۔میرصاحب نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لاکربیعت کرادیا۔آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی حتی کہ فرزندوں کے بعد خلفاء میں سے اول درجہ پر انہیں مقرر فرمایااورخلافت دے کر کابل بھیج دیا۔خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی اور ہزار ہا لوگ آپ کے مرید ہو کر صاحب حال ہوئے۔[36]

فرزندوں کے بعد آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے ہی لکھا گیا ہے۔آنحضرت آپ پر غایت درجہ مہربان تھے۔اس طریقہ کی عمدہ بشارت عنایت کرکے خلافت دے کر کابل بھیجا۔وہاں گردون نواح میں بےشمار لوگ آپ کے مرید ہوئےاور احوالاتِ بلند اور مقامات ارجمند سے مشرف ہوئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کی شب نکاح آپ کو درد شقیقہ کا حسب عادت دورہ تھا۔ خواجہ صاحب نےآپ سے جا کر عرض کیا کہ جناب باہر تشریف لائیں کیوں کہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں۔آپ نے اپنی حالت بیان کی کہ خواجہ صاحب نے اس درد کو اپنے اوپر لیا اور آنحضرت نے صحت پائی۔

حضرت قیوم رابع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے کابل سے حضرت عروۃ الوثقےٰ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔جس میں اشتیاق ملاقات اور اپنے حاضر خدمت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔آنحضرت نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ نے جو حاضر خدمت ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے۔سومخدوم ماحضور میں جو اس وقت یار موجود ہیں جو حق تعالی نے آپ کو عطا فرمارکھے ہیں۔

خواجہ صاحب میں تصرفات عظیمہ اور خوارقات کریمہ تھے۔1075ھ کو حضرت قیوم ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے حضور میں اس دارفانی سے رحلت فرمائی۔آنحضرت رحمتہ اللہ علیہ کو آپ کے ارتحال کا سخت افسوس ہوا۔خواجہ صاحب کا مزار کابل کے قریب ماماخاتوگاؤں میں خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔[37]

انوار معصومیہ میں خواجہ محمد حنیف کابلی کا ذکر کیاگیا ہے ۔اس میں روضۃ القیومیۃ کی عبارت پر کچھ اضافہ بھی ہے:

مخدوم زادوں کے بعد آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے سب سے بڑے اور پہلے خلیفہ ہیں۔آپ کابل کے اکابرین میں سے تھے، حضرات خواجہ میرمحمد نعمان سے آپ کے بہت تعلقات تھے۔میر صاحب موصوف1037 ھ میں آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سرہند شریف لے جا کر مرید کرایا۔آپ کی اعلی صلاحیت کی وجہ سے حضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔تکمیل سلوک کے بعد حضرت نے آپ کو خلافت عطافرماکرکابل بھیج دیا۔وہاں بے شمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔خواجہ صاحب تصرفات عظیمہ اور خوارق کریمہ رکھتے تھے۔چنانچہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کاکابل کے دوران قیام میں جب دوسرا نکاح ہوا تو اتفاقاً نکا ح کی شب کو دردِ شقیقہ کی تکلیف ہوگئی اور آپ صاحب فراموش ہوگئے۔خواجہ محمد حنیف حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں نکاح کے لیے تشریف لے چلیں۔حضرت نے اپنی حالت بیان کی۔خواجہ صاحب نے تصرف کرکے اس دردکواپنےاوپرلےلیااورحضرت نے شفاپائی اورنکاح کے لیے تشریف لے گئے۔خواجہ محمد حنیف نے اپنے پیرومرشد کی حیات ہی میں مسند نشینی کے پینتالیسویں سال یعنی1078 ھ میں وفات پائی ۔حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہو اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو تعزیت کے لیے کابل بھیجاوہاں

کے تمام وضیع و شریف صاحبزادے موصوف سے مرید ہوئے۔آپ کا مزار کابل کے قریب ماماخاتوگاؤں میں ہے ۔[38]
صاحب مقامات احمدیہ نے شیخ عبدالاحد اورخواجہ محمد حنیف ہر دو حضرات کو حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلفاء میں ذکرکیاہے:
تذکرہ مشائخ معصومیہ میں مندرجہ ذیل اصحاب کے احوال حسب ذیل ترتیب سے مندرج ہیں۔لہذا ہم بھی تقلید کرتے ہیں۔
مولانا شیخ محمد یحیٰ۔مولانا شیخ محمد فرخ۔شیخ عبدالاحد۔امیرالمؤمنین اورنگ زیب بادشاہ ۔خواجہ محمد حنیف۔خواجہ محمد جان۔مولانا محمد محسن سیالکوٹی۔ ملا بدرالدین سلطان۔صوفی پائندہ طلا۔ ملا پائیندہ کابلی۔شیخ محمد بخاری۔شیخ محمد صدیق پشاوری۔ میر عبد اللہ بلخی۔ شیخ عوض کابلی۔صوفی زاہد۔حاجی حبیب اللہ۔سید علی مراد سرہندی۔شیخ میر علی عنہ۔مرزا لطیف بخاری۔سید یوسف ملتانی۔ حاجی سلیم بلخی۔ ماہ پیک عرب۔خواجہ عبداللہ کابلی۔ حافظ واصل منہ۔شیخ محمد شریف کابلی۔محمد طاہر انبالوی۔شیخ عبد العلم جلال آبادی۔ مخدوم آدم تنگی۔خواجہ عبیداللہ خطلاتی۔ صوفی خان محمد۔سید محمد امین کربلائی۔شیخ محمد امین قدیم بدخشی۔ خواجہ ماہ نقشبند۔ حاجی امان اللہ لاہوری۔ سید محمد باقرمنہ۔شیخ رحیم داد۔شرف الدین شاہ مردانگی۔حاجی محمد ترکی۔ فقیر اللہ بنگالی۔محمد صادق مدنی۔ شیخ نور محمد سورتی اور سید فاضل بخاری۔[39]
درج بالا تفصیل سے معلوم ہوتاہے کہ خواجہ محمد حنیف کابلی وہ بزرگ نہیں ہے جنہیں حضرت شیرربانی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ طریقت میں شامل کیا جاتاہے بلکہ وہ شیخ محمدابوحنیف ہیں جو حضرت خواجہ عبدالاحد کے بیٹے ہیں:
ذیل میں چند شجرہ ہائے طریقت مختلف کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔قارئین ملاحظہ فرمائیں اوران میں نظرآنے والے واضح اختلاف پرغورفرمائیں:

الرحیق العرفان کاشجرہ طریقت:

الٰہی بحرمت حضرت محمد سعید ؒ 28جمادی الثانی1070 ھ سرہند شریف۔الٰہی بحرمت حضرت محمد معصوم ؒ 9 ربیع الاول 1079ھ سرہندشریف۔
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الاحد ؒ 27 ذوالحجہ 1126ھ سرہند شریف۔الٰہی بحرمت حضرت محمد حنیف پارسا ؒ یکم صفر المظفر1023 ھ بامیان از توابع کابل۔الٰہی بحرمت خواجہ زکی ؒ 1143ھ ابتنکی لائفی۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد ؒ 9 ذوالحجہ مکہ مکرمہ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زمان ؒ 4 ذی قعدہ 1188ھ حیدرآباد سندھ لواری شریف،ضلع بدین(سندھ)۔الٰہی بحرمت حضرت حاجی احمد ؒ 1223ھ موضع قاضی احمد علاقہ سندھ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شاہ حسین ؒ رتڑچھتڑ مکان شریف پنجاب بھارت۔[40]

خزینۂ معرفت کا شجرہ طریقت:

الٰہی بحرمت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الاحد ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت محمد سعید ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد حنیف ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ محمد ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زمان ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی احمد ؒ ۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی شاہ حسین ؒ ۔ [41]

خزینۂ معرفت کا شجرہ طریقت منظوم:

شیخ احمد کے لیے غیروں کی منت سے بچا	صرف اپنا ہی مجھے محتاج رکھ اے کبریا
حضرت معصوم کاصدقہ دکھا کوئے رسول	بس رہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسولﷺ

کھول دے دل کی کلی بہر سعیدِ نامدار	تاکہ میرے گلشن امید میں آئے بہار
اے خدا بہر جناب خواجہ حنفی پارسا	وقت آخرنزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا
بخش دے شیخ محمد کے لیے میری خطا	واسطہ حضرت زکی کا اپنی الفت کر عطا
واسطہ خواجہ زماں کا دے مجھے ذوق فنا	بہر احمد ﷺقبر میں نور احمدﷺ کی ضیا
اے خدا بہر جناب خواجہ حاجی شہِ حسین	دے میرے بے چین دل کو دین اور دنیا میں چین[42]

حیات جاوید کا شجرہ طریقت:

واسطے خواجہ محمد باقی باللہ باصفا	خواجہ احمد مجدد الف ثانی یاخدا
خواجہ معصوم حضرت الف ثانی کے پسر	خواجہ عبد الاحد کی خاطر خدایا لطف کر
واسطے سعید کی خاطر صفی پارسا!	واسطے شیخ محمد خواجہ زکی یاخدا
واسطے خواجہ محمد حاجی احمد کر نظر	باطفیل شاہ حسین نظر رحمت فضل کر کرعطا[43]

ذکرمبارک کاشجرہ طریقت فارسی:

بہر درویش محمد باقی باللہ الصمد	شیخ احمد پیشوا معصوم وزعبدالاحد
وزسعیدِ حضرت خواجہ حنیفی پارسا	ازپئے شیخ محمد وزکی باخدا
حضرت خواجہ محمد حاجی احمد شاہ حسین	وزامام باعلی مشکل کشارانورعین[44]

نتائجِ بحث:

درج بالا تفصیلی دلائل سے ثابت ہوتاہے کہ حضرت میاں شیرمحمد شرقپوریؒ کے شجرہ طریقت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد آپ کے بیٹے خواجہ محمد سعیدؒ ہیں ان کے بعد آپ کے پوتے خواجہ عبدالاحدؒ ہیں۔خواجہ عبدالاحد المعروف گُلِ وحدتؒ اولاً اپنے والدگرامی سے بیعت ہیں بعدازاں خواجہ محمد سعید ؒ کے انتقال کے بعد اپنے چچا خواجہ محمد معصومؒ سے روحانی تکمیل کی اور خلافت پائی۔اس لئے شجرہ طریقت میں شیخ مجددؒ کےدونوں صاحبزادوں کاذکرہے۔خواجہ عبدالاحد کے بعد آپ بیٹے شیخ محمد ابوحنیفؒ کاذکرہے جنہیں خواجہ حنیف کابلی ؒسمجھ لیاگیاہے۔خواجہ حنیف کابلیؒ کے شیخ خواجہ محمد معصوم ؒ ہیں۔ان کا زمانہ پہلے کا ہےسلسلہ کے اگلے شیخ حضرت خواجہ محمد زکی سے خواجہ حنیف کابلی کی ملاقات ثابت نہیں اور نہ ہی بیعت وارادت کا کوئی ذکرملتاہے اس لئے وہ اپنے والدگرامی شیخ ابوحنیف کے فیض یافتہ ہیں۔ شیخ محمد زکیؒ جو شیخ مجدد الف ثانی کی اولاد سے چوتھی پشت میں ہیں ان کے نام کے ساتھ مطہری کا اضافہ شجرہ طریقت کومنظوم لکھتے ہوئے مولوی احمد علی صاحب نے کیاجو سید امام علی شاہ ؒ مکان شریف والوں کے مریدتھے۔

---

[1]صوفی محمدابراہیم قصوری،خزینۂ معرفت،(اردوبازار،لاہور ،پروگریسوبکس،1350ھ)،2۔
[2] ایضاً،ص:6۔
[3]ایضاً،ص:130۔
[4]پروفیسرغلام عابدخان، الرحیق العرفان ،(سرگودھا،تحصیل شاہ پور،بیربل شریف،ادارۂ تصوف،2012) ،50۔
[5]صوفی محمد ابراہیم ،خزینۂ معرفت،196۔
[6]ایضاً ،ص:124
[7] ایضاً ،ص:386

8 غلام عابدخان،الرحیق العرفان،192۔
9 صوفی،خزینۂ معرفت،125۔
10 غلام عابدخان،الرحیق،197۔
11 قائم الدین قانون گو،ذکرمبارک،(لاہور،العظیم پرنٹرز ،قدرت اللہ،چکنمبر119،بھلیر)201۔
12ایضاً،ص:199
13ایضاً ،ص:194
14قاضی قائم الدین،ذکر مبارک،ص:178,179
15ایضاً،ص:185
16قاضی قائم الدین،ذکر مبارک،ص:94
17 ایضاً، ذکر مبارک،ص:96
18ڈاکٹرصاحبزادہ ابوالخیر زبیر،سندھ کے صوفیاء نقشبند،(لاہور،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،2007)ج 2،ص:340,341
19ایضاً ،ص:353
20میربلوچ خان نقشبندی،فردوس العارفین،(بدین،لواری شریف،مینیجنگ کمیٹی جماعت لواری شریف،2002)،147۔
21میرعلی شیر قانع ٹھٹھوی،تحفۃ الکرام،(جام شورو،سندھی ادبی بورڈ،2006)،484 ۔
22 صوفی ابراہیم،خزینۂ معرفت،104
23ڈاکٹرصاحبزادہ ابوالخیر زبیر،سندھ کے صوفیاء نقشبند،(لاہور،ضیاء القرآن پبلی کیشنز،2007)ج:1،ص:97,98
24 ایضاً،ص:109
25ایضاً،ص:109
26 ایضاً ،ص:110
27ایضاً ،ص:110
28 محمد امین شرقپوری،اولیائے نقشبند،83
29 صوفی محمد ابراہیم قصوری،خزینۂ معرفت،104
30خواجہ محمد حسن مجددی،انساب الانجاب،(لاہور،مشہورعالم پریس،2003)،ج ۱،ص:16
31حاجی محمد فضل اللہ مجددی، عمدۃ المقامات،(لاہور،ایکسپرٹ لیتھو پرنٹنگ پریس،1936)ص:248
32 شیخ عبدالاحد وحدت،محمد اقبال مجددی،لطائف المدینہ،(لاہور،حوزۂ نقشبندیہ،ہجویری محلہ،2004)،102۔
33قاضی قائم الدین ،ذکر مبارک،ص:7
34صوفی محمد ابراہیم،خزینہ معرفت،ص104
35محمدامین شرقپوری،اولیائے نقشبند،(لاہور،عبدالوحید خان باجازت ایڈیٹر ماہنامہ شمع،1988)،82,83
36خواجہ کمال الدین محمد احسان،روضۃالقیومیہ،(لاہور،منزل نقشبندیہ،کوچہ ککے زئیاں،کشمیری بازار،1917)ج:2،ص:77
37خواجہ کمال الدین محمد احسان،روضۃالقیومیہ،ج 2،ص:256,257
38سید زوارحسین شاہ،انوار معصومیہ،(کراچی،ناظم آباداداره مجددیہ،1985)ص:365
39خواجہ محمدامین نقشبندی،مقامات احمدیہ وملفوظات معصومیہ،(لاہور،نولکشور پریس،سن اشاعت ندارد)ص:108
40الرحیق العرفان،ص:39
41 خزینہ معرفت،ص:390
42ایضاً،خزینہ معرفت،ص:392
43ملک حسن علی جامعی،حیات جاوید،(شرقپورشریف،نوشاہی پبلشرز،1979)ص:24
44قاضی قائم الدین،ذکرمبارک،ص:202